اسلامی اور مغربی افکار وعقائد کی روشنی میں آزادی

آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ الشریف

اسلام اور آزادی

اسلامی اور قرآنی نقطۂ نظر سے آزادی کی بحث درحقیقت ان اہم اسلامی اور سماجی مباحث میں سے ایک ہے جس کا اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ معاشرہ کے سلسلے میں اسلامی حکومت کی دو اہم ذمہ داریاں ہوا کرتی ہیں۔ ایک فریضہ وذمہ داری معنوی امور سے متعلق ہوتی ہے جب کہ دوسرے فریضہ کا تعلق مادی فلاح وبہبود سے ہوتا ہے۔

معنوی وظائف جیسے تعلیم وتربیت، وتزکیہ وپاکیزگیٔ معاشرہ اسلامی ثقافت کی گہرائی میں ریڈیوں اور ٹیلی ویژن سے استفادہ کرنا اور بیرونی تہذیب وثقافت کی روک تھام کرنا وغیرہ ہے جب سماج میں معنوی وظائف کے سلسلہ میں حکومت کی ذمہ داریوں میں معاشرہ کے لوگوں کے لئے آزادی کی فراہمی، مخرب ومفسد اور متوقف کرنے والی پابندیوں سے انسان کی آزادی کی زمین ہموار کرنا اور انسان کی ترقی کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کے خلاف جدوجہد کرنا ہے جس کو معاشرہ کے لوگوں کے لئے آزادی فراہم کرنے والی جدوجہد سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ اسلامی حکومت کی ایک انتہائی واجب ولازم کوشش ہے جس کو ہرگز نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات قطعی ناقابل یقین ہے کہ اسلامی جمہوریت موجود ہو اور اس کے ذریعہ معاشرہ کے لوگوں کی آزادی کے لئے جدوجہد جاری نہ ہو۔

موضوع کی مکمل وضاحت کے لئے آزادی کے حقیقی مفہوم ومقصد اور اس کی حدود کا تعین لازمی ہے اور یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اسلامی آزادی اور مغرب میں پائی جانے والی آزادی کے درمیان کیا فرق ہے۔ ان موضوعات کی وضاحت کے بعد ہی سماج کے لوگوں کو اس سے فائدہ حاصل ہوسکتا ہے اور معاشرہ کے ذمہ دار حاکموں کو اپنا لائحہ عمل تیار کرنے میں بھی یہ وضاحت بڑی مفید وکارآمد ثابت ہوگی۔

دنیا میں موجود تمام حکومتیں چاہے وہ مشرقی بلاک سے وابستہ ہوں یا مغربی جمہوریت سے، سب اس بات کی مدعی ہیں کہ ان کی حکومت میں آزادی کا بول بالا ہے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک حکومت آزادی کے بارے میں ایک مخصوص عقیدہ کی حامل ہے جب کہ آزادی کے حقیقی معنی ومفہوم کی وضاحت کے بعد یہ ممکن ہے کہ مختلف حکومتوں نے آزادی کا جو تصور اپنا رکھا ہے وہ زیر سوال آجائے۔ اس بحث کی روشنی میں یہ بھی ممکن ہے کہ آزادی کی دعوے دار دنیا کی مختلف حکومتوں کے درمیان موجود آزادی مشکوک ہو اور وہ لوگ حقیقی آزادی کے طلبگار ہوجائیں۔

ایک شک کا ازالہ

مفہوم آزادی کی مکمل وضاحت سے قبل ایک موضوع قابل بحث ہے کہ کیا بنیادی طور پر اسلامی معارف اور دینی متون میں آزادی نام کی کوئی چیز موجود ہے یا نہیں؟ ممکن ہے کہ بعض افراد یہ خیال کریں کہ ادیان و مذاہب درحقیقت حریت و آزادی نام کی چیز سے بالکل موافقت نہیں رکھتے اور سماجی آزادی، انفرادی آزادی اور انسان کے آزاد ہونے کی بات تو سب سے پہلے یورپ میں وجود میں آئی اور آپ لوگ مسئلۂ آزادی کو اسلام سے چسپاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بے ہودہ کوشش ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام یا دیگر ادیان و مذاہب کا آزادی سے کوئی سروکار نہیں ہے اور آج دنیا میں آزادی کو جو سیاسی۔سماجی مفہوم رائج ہے وہ پوری طرح ایک یورپی اور مغربی تصور ہے جو فرانس کے عظیم انقلاب یا مغربی مکاتب فکر سے جڑے ہوئے دیگر انقلابات کا عطیہ ہے اور اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس دیکھنا یہ چاہئے کہ مذہب اسلام میں بنیادی اعتبار سے آزادی کا کوئی مفہوم یا تصور پایا جاتا ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں مکمل وثوق واعتماد کے ساتھ واضح کردینا چاہئے کہ جملہ مفروضات کے برعکس یورپ کے مفکرین ودانشوروں اور انقلابی رہنماؤں کے ذریعہ آزادئ بشر کو انسانی حقوق کا جزو لازم قرار دینے سے صدیوں قبل اسلام میں انسان کی آزادی کا مفہوم موجود تھا۔

اگر آزادی کا وہ لطیف و بلند معنی و مفہوم مراد لیا جائے جس سے آلائش، ہویٰ وہوس اور رذائل و مادی قید و بند سے انسانی روح کی آزادی مقصود ہے تو یہ آزادی تو آج بھی الٰہی مکاتب فکر پر منحصر ہے اور ابھی یوروپی ومغربی مکاتب کو اس کی بھنک تک نہیں لگی ہے اور اٹھارویں صدی میں فرانس کے عظیم انقلاب کے بعد جو آزادی مغربی دنیا میں رائج ہوتی وہ عظمت واہمیت کے اعتبار سے الٰہی مکاتب فکر کی پیش کردہ آزادی سے بہت کم اور نہایت محدود ہے۔ فقط اتنا ہی نہیں بلکہ اگر آزادی کا وہی مفہوم مراد لیا جائے، جو موجودہ سیاسی مکاتب میں رائج ہے جیسے سیاسی، سماجی، اقتصادی آزادی اور فکر و خیال وعقیدہ کی آزادی وغیرہ تو ان میں سے ہر ایک موضوع کے بارے میں مختلف تفسیریں موجود ہیں اور ان مسائل کے بارے میں یوروپی انقلاب ومکاتب فکر کی تشکیل سے صدیوں قبل مذہب اسلام آزادی کے اس تصور کو انسانی معاشرہ میں پیش کر چکا ہے۔

آیۂ مبارکہ: ''وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِىۡ كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡ۔'' (سورۂ اعراف:۱۵۷) ان آیتوں میں سے ایک ہے جس کو سنہرے حروف سے لکھ کر ان تمام عالمی تنظیموں کے صدر دروازہ پر کندہ کردینا چاہئے جو دنیا میں انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کررہی ہیں۔

یہ آیت پیغمبرؐ اکرم کی شخصیت اور قرآن مجید میں موجود ان کے اوصاف میں سے ایک وصف کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات پائی جاتی ہیں جن میں پیغمبرؐ اور ان کے اصحاب کی شخصیت کے بارے میں ذکر

کیا گیا ہے اور ہر آیت میں ان کی شخصیت کے عظیم پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی وضاحت موجود ہے اور ان آیات کے درمیان مذکورہ آیہ کریمہ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

اس آیت میں مجموعی اعتبار سے جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام انسان کے پیروں میں پڑی ہوئی موٹی ریسمان اور بیڑیوں کو کاٹ دیتا ہے اور پیروں میں پڑی ہوئی بیڑی کی کڑیوں اور رسی کی گانٹھوں کو جو پیروں کو اٹھنے نہیں دیتیں اور انسان کی چال اور پرواز میں رخنہ اور رکاوٹ ڈالتی ہیں اور انسان کو ترقی اور کمال نہیں حاصل کرنے دیتیں، کاٹ کر الگ کر دیتا ہے۔ لغت میں ''اصر'' اس مضبوط ریسمان کو کہا جاتا ہے جو خیمہ گاہ کے کھونٹے سے بندھی ہوتی ہے اور جس کو کھونٹے کے ساتھ زمین کے اندر گاڑ دیا جاتا ہے اور جب تک ریسمان کھونٹے سے بندھی رہتی ہے خیمہ اپنی جگہ پر قائم رہا کرتا ہے آج کی نئی دنیا میں رائج انواع واقسام کی پابندیاں، امتیازات اور محدودیت وتعصّبات کی وجہ سے انسان درحقیقت ایک حیوان کی شکل اختیار کر چکا ہے اور یہ تمام پابندیاں بند اسارت کا درجہ رکھتی ہیں۔ ''اصر'' کا مطلب انسانوں پر مسلط کردہ محدودیت و پابندیاں جو نہایت عجیب وغریب مفہوم کی حامل ہیں۔ اگر آپ اس دور کے مذہبی معاشروں کے حالات کو نگاہ میں رکھیں تو آپ کو اس حقیقت کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ انسانوں پر مسلط کردہ یہ تمام معاہدے درحقیقت مختلف غلط سماجی پابندیوں اور باطل وخرافاتی افکار وعقائد پر مشتمل ہیں اور ظلم وتحریف یا احمق بنا کر انھیں لوگوں پر تھوپ دیا گیا تھا اور آج اکثر مغربی معاشروں میں لوگ ایسی ہی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان میں انسانی صفات کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کس چیز نے اس حالت میں اسیر کر رکھا ہے؟

کیا یہ ان انسانوں میں سے نہیں ہے جس کی ایک فرد کبھی کبھی ایک قوم، ایک سماج اور ایک ملک کو آزادی فراہم کر دیتا ہے؟

''ہر انسان اس دنیا میں آزاد پیدا ہوا ہے۔'' یہ جملہ انقلاب فرانس کی اہم دستاویز میں درج اور آج دنیا کے اکثر لوگوں کی زبان پر جاری ہے لیکن کم ہی لوگوں کو اس حقیقت کا بخوبی اندازہ ہے کہ چودہ سو برس پہلے سے یہ جملہ معتمد اسناد ومدارک میں درج ہے اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہہ کی کوئی گنجائش بھی نہیں ہے۔

''کسی دوسرے کے غلام مت بنو کیونکہ خداوند عالم نے تمہیں آزاد خلق کیا ہے۔'' (حضرت علی۔)

اسلام کے ظہور سے قبل حضرت موسیٰ ۔فرعون سے کہتے ہیں: ''تو نے میرے اوپر احسان کیا ہے کہ بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا ہے اور ان کی آزادی چھین لی ہے۔'' اس جگہ دوبارہ آزادی اور غلامی کا ذکر موجود ہے۔

اسلامی معارف اور تاریخ صدر اسلام میں اس لفظ کو اسی معنی ومفہوم کے ساتھ بار بار دہرایا گیا ہے کہ شک وتردید کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔

خلیفہ دوم کے دور حکومت میں ''عمرو عاص'' مصر کا

گورنر تھا اس کے بیٹے سے ایک دیہاتی نوجوان کی جھڑپ ہوگئی اور گورنر کا بیٹا اس نوجوان کے منہ پر تھپڑ مار دیتا ہے۔ وہ دیہاتی آدمی عمرو عاص کے پاس آیا اور قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے بولا: تمہارے لڑکے نے میرے لڑکے کو مارا ہے لہٰذا اس کی بھی پٹائی ہونی چاہئے۔

عمرو عاص نے ان لوگوں کو بڑی لاپرواہی کے ساتھ باہر نکال دیا۔

وہ دونوں باپ بیٹے مدینہ آگئے اور مسجد میں خلیفہ کے سامنے اپنی شکایت پیش کی۔ خلیفہ نے فوراً حکم جاری کر دیا کہ عمرو عاص اور اس کے بیٹے کو دربار خلافت میں پیش کیا جائے۔

ان دونوں کو مسجد میں خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ خلیفہ نے کہا کہ یہ دیہاتی نوجوان گورنر کے بیٹے سے قصاص لے اور گورنر کو بھی سزا دی جائے۔

گورنر نے پوچھا: ''مجھے کیوں سزا دی جائے؟''

جواب دیا: ''تم کو اس لئے سزا ملنی چاہئے کہ تمہارے لڑکے نے تمہاری طاقت کے بھروسے یہ کام انجام دیا ہے۔'' اس کے بعد خلیفہ کی زبان سے برآمد ہونے والا یہ جملہ تاریخ کی کتابوں میں آج بھی موجود ہے کہ عمرو عاص کو مخاطب کرتے ہوئے خلیفہ نے کہا: تم نے ان لوگوں کو کب سے اپنا غلام بنا لیا ہے جب کہ ان کی ماں نے ان لوگوں کو اس دنیا میں آزاد خلق کیا ہے۔

اگر اسلام میں آزادی ایک ثقافتی اور تمدنی روایت کی حیثیت سے رائج نہ ہوتی تو خلیفہ نے اس بات کو اہمیت نہ دی ہوتی کہ اپنے گورنر کو بلا کر اسے سزا دینے کے لئے اس معرفت آمیز اسلامی جملے کو سند کی حیثیت سے نقل نہ کرتے۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس بات سے سبھی لوگ واقف تھے اور یہ عمل اس دور کی ملت اسلامیہ کے درمیان پوری طرح رائج تھا اور ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو بخوبی معلوم تھا کہ تمام انسان آزاد ہیں اور ان کی ماؤں نے ان لوگوں کو اس دنیا میں آزاد خلق کیا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ انسانوں کو اپنا اسیر، غلام یا بندہ بنا کر ان لوگوں سے ان کی آزادی کا حق سلب کرے۔

اگر ہم آزادی کے سلسلے میں اسلامی نظریات کی صحیح وضاحت کریں تو جھوٹی، بناوٹی اور گمراہ کن آزادی کی ڈینگ مارنے والے ملکوں سے ہم یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ عوام کو حقیقی آزادی کیوں نہیں حاصل کرنے دیتے؟ آزادی کے نام پر لوگوں کو مختلف مظالم کا شکار کیوں بنائے ہوئے ہیں؟ پس موجودہ عالمی انسانی معاشرہ اور سیاسی تمدن میں جس سماجی آزادی کی بات کی جا رہی ہے اس کی جڑیں قرآن اور اسلام میں موجود ہیں۔ اور ہم لوگوں کو اس بات کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اٹھارویں صدی کی یوروپی لبرل ازم یا آزاد خیالی کی طرف رجوع کریں اور یہ دیکھنے کی کوشش کریں کہ کانٹ، جان اسٹوارٹ میل اور دیگر لوگوں نے آزادی کے سلسلے میں کیا کہا ہے۔ اس سلسلے میں ہم خود ہی منطقی افکار و عقائد کے حامل ہیں اور بعض دلائل کے بموجب ان لوگوں کے اقوال سے ہمارے مسائل حل ہونے والے نہیں ہیں۔

(جاری)